قصور سانحہ......اسباب ومحرکات اور سد باب

محمد احمد حافظ

گزشتہ دنوں قصور شہر میں ایک اندوہناک اور افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔زینب نام کی معصوم بچی ایک انسان نما درندے کے ہتھے چڑھ گئی......پھر جو کچھ ہوا اس پر انسانیت بلک بلک اٹھی۔ پورا ملک سوگ اور صدمے کی کیفیت میں چلا گیا۔مجرم کی شقاوت اور سنگدلی پر ہر شخص غم وغصے کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابر شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم ،شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق دامت برکاتہم ،حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم ،حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے اس گھناؤنے فعل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ قصور پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے، کمسن بچی کے ساتھ ہونے والی درندگی انسانیت کی توہین ہے۔قصور سمیت دیگر سانحات کے مجرموں کو شریعت کے مطابق سزا دے دی جاتی تو آج اس سانحے کی نوبت نہ آتی۔

واقفانِ حال بتاتے ہیں کہ قصور شہر میں ہونے والا یہ پہلا واقعہ نہیں بلکہ پچھلے چند ماہ میں اس طرح کے دس بارہ واقعات ہو چکے ہیں اور تمام واقعات میں بچیوں کو قتل کیا گیا۔علاوہ ازیں اگر کوئی شخص روزانہ کے اخبارات اٹھا کر دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ پاکستان کے اکثر وبیشتر علاقوں میں اس نوعیت کے واقعات تسلسل سے پیش آرہے ہیں۔کچھ عرصہ قبل قصور ہی میں بچوں سے متعلق شرمناک ویڈیو اسکینڈل سامنے آیا تھا۔آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ اس گھناؤنے اور قبیح جرم میں ملوث افراد پکڑے گئے یا نہیں؟اگر پکڑے گئے تو انہیں قرار واقعی سزا دی گئی؟ بہر حال یہ صورت حال ہمارے معاشرے کے بگاڑ کی انتہائی حد کو واضح کر رہی ہے اور بحیثیت مجموعی پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔اس واقعے کو سرسری نہیں لیا جانا چاہئے،اس کے اسباب وعلل اور محرکات کا جائزہ لے کر اس ناسور کا فوری علاج ضروری ہے۔

ہمارے معاشرتی بگاڑ کے اسباب ومحرکات کو تلاش کرنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ برس ہا برس سے کلمہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں مغربی تہذیب کی جو فصل بوئی گئی تھی، یہ سب اسی کے برگ وبار ہیں۔ درج ذیل عوامل ہماری معاشرتی تباہی کا بنیادی سبب ہیں:

آزاد میڈیا...... جو نہ صرف دینی احکام کا کھلے عام تمسخر اڑا رہا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی قدروں کو بھی پامال کر رہا ہے۔ بے حیائی، فحاشی وعریانی، بداخلاقی اور مغربی تہذیب کی ترویج میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر پیش کیے جانے والے ڈرامے، فلمیں اور رقص وسرود کے اخلاق باختہ پروگرام قوم کو تباہی کے راستے پر لے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ الیکٹرانک میڈیا تمام حدود کو پھلانگ چکا ہے۔

بے مہار این جی اوز...... جو معاشرے کے بگڑے افراد اور کج رَو طبقات کی پشت پناہی کرتی ہیں۔

سرکار کی صفوں میں موجود تہذیب مغرب کے دلدادہ اعلیٰ افسران، جو اپنے جاہ ومنصب کو آوارہ خیالی اور آزادروی کے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بلاحدود وقیود بہتات، سستے انٹرنیٹ پیکیجز اور اسمارٹ فون، جن کے ذریعے انسان اپنی خلوت وجلوت میں وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جس کی دین ومذہب میں قطعی گنجائش نہیں، اس پر مستزاد طلبہ وطالبات میں تعلیم وتحقیق کے نام پر لیپ ٹاپ کی مفت تقسیم۔ ان کے ذریعے علم کا حصول تو واجبی رہا، البتہ اس کے منفی استعمال نے شرمناک کہانیوں کو جنم ضرور دیا۔

عصری اداروں کا نصاب تعلیم بھی ان عوامل میں ایک بڑا عامل ہے، حالیہ عرصے میں سرکاری نصاب تعلیم میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں، ان کے بعد یہ نصاب انسان کو محض روپیہ کمانے کی مشین بنا رہا ہے۔ دینی اعتقادات، اخلاقیات اور معاشرتی بہبود کا کوئی تصور اس نصاب میں نہیں پایا جاتا۔ دینیات سے متعلق اگر کچھ پہلے موجود تھا تو اسے چن چن کر نکال دیا گیا ہے...... البتہ نصاب میں جنسی تعلیم اور رقص وموسیقی کو بتدریج شامل کیا جا رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق Life Skiled Education کے نام پر سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے منظور شدہ نصاب میں چھٹی سے دسویں تک کے بچوں کو جنسی مواد مواد پڑھایا جا رہا ہے۔ ایک اور خبر کے مطابق کچھ عرصہ قبل لاہور ہائی کورٹ نے Bargad نامی ایک این جی او کو طلب کیا، کیوں کہ اس تنظیم کی طرف سے گوجرانوالہ کے سرکاری اسکولوں میں حکومتی منظوری کے بعد تقسیم کی گئی کتابوں میں بچیوں کو تعلیم دی جا رہی تھی کہ لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ کس طرح دوستی کرنی چاہیے؟! یہ تفصیل ہم نہایت بوجھل دل کے ساتھ یہاں لکھ رہے ہیں تاکہ معاملے کی سنگینی نوعیت کا کچھ اندازہ کیا جا سکے۔

ایک طرف یہ سب ہے، دوسری طرف خیر کے مراکز اور اصلاح کی ہر آواز کو محدود سے محدود تر کیا جا رہا ہے۔ مدارس دینیہ جو اسلامی علوم کی ترویج واشاعت کے منبع ہیں اور جہاں سے شرم وحیا اور دینی غیرت کا سبق ملتا ہے انہیں دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔ اس سب کے بعد معاشرے میں جنسی درندے پیدا ہونا کوئی انہونی بات نہیں۔

کارپردازان حکومت اور ارباب اختیار کو سوچنا چاہئے کہ وہ ملک وملت کو کس طرف لے جا رہے ہیں؟......ان کی منزل کیا ہے؟ وہ کس قسم کا معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں؟

اس سے بڑھ کر خود اس ملت کے ہر فرد کو اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے کہ وہ کن راہوں کا راہی ہے۔ آیا اس نے مغربی تہذیب کی یلغار کے اس ماحول میں خود کو اور اپنے متعلقین کو نت نئے فتنوں اور ابلیسی ہتھکنڈوں سے بچانے کی کوشش کی ہے؟!......اصلاح احوال کا جب بھی سوال اٹھے گا تو پہلے فرد کی باری آئے گی، اس نے اپنی اصلاح کے لئے کیا کیا؟ یہ معاشرہ کسی اجنبی جزیرے سے آکر آباد نہیں ہوا، یہ ہم آپ ہی ہیں جن سے یہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ بدقسمتی یہ ہوئی ہے کہ برے افراد غالب ہو رہے ہیں، یہ غلبہ اسی وقت ختم کیا جاسکتا ہے جب ملت کا ہر فرد اپنے آپ کا گہرائی سے جائزہ لے، اپنے گھریلو ماحول کو دیکھے بھالے، اپنے طرز بود وباش کا جائزہ لے......فرد سے مراد مجرد فرد نہیں، فرد اپنے گھر کا سربراہ ہے، فرد پولیس افسر بھی ہے، فرد اسمبلی کا ممبر اور حکومتی وزیر بھی ہے، وہ استاذ، پروفیسر اور ٹیچر بھی ہے، وہ تاجر، صنعتکار اور دکاندار بھی ہے، وہ ریڑھی بان اور خوانچہ فروش بھی ہے......غرض فرد مختلف حیثیتوں میں معاشرے پر اثر انداز ہونے والا انسان ہے، اور اس سے قیامت کے روز اپنے اور ماتحتوں کے بارے جواب دینا ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا کُلُّکُم رَاعٍ وَکُلُّکُم مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِه

قیامت کے روز مواخذہ فرد سے ہی ہوگا، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَکُلُّهُمْ اٰتِیهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَرْداً (الآیہ)

معاشرے کے ہر فرد کو اپنی اپنی سطح پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری اول وآخر جائے پناہ دین اسلام کے سوا کچھ نہیں۔ اسی کے دامن میں ہمیں محفوظ پناہ گاہ مل سکتی ہے۔ اپنے آپ کو اسلام سے، دینی معاشرت سے اور شرعی احکام سے وابستہ کر لیجئے، پھر ان شاء اللہ کسی درندے کو معصوم بچیوں پر غلط نگاہ اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہوگی۔